رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE ALHAKAM QADIAN

الحکم — دورِ جدید — قادیان

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر اعلیٰ:۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول:۔ شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت اور والیانِ ریاست سے ۱۰ر
امراء اور رؤساء سے ۵؍
معاونین سے ۶؍
عوام سے ۳؍
ممالک غیر سے ۱۲؍ ۳ر

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۳۸ — ۹ صفر المظفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۵ء یوم سہ شنبہ — نمبر ۱۷

سِلور جُوبلی

(از جناب حسن صاحب رہتاسی)

ہے حمد و نعت کے پیچھے یہ فرضِ انسانی
قسم خدا کی سمجھنا نہ اِس کو لسّانی
ہے فرضِ اُن کی اطاعت بنوعِ انسانی
وہ جن کی آگ نے پانی میں جوش دکھلا کر
بچشمِ غور تو دیکھو کہ اہلِ انگلستاں
رُخِ فلک پہ ہوں جیسے ستارے روشن یہ
ذرا بتائیے کس نے زمانہ میں کی ہے؟
کبھی سُنا تھا کسی نے کہ چند پیسوں میں؟
دَوا کے ساتھ غذا بھی کہیں پہ ملتی ہے؟
کہاں پہ دیکھا ہے لِلّٰہ مجھے بھی دکھلائیں
اِسی زمین کو دیکھو کہ نَو نہالوں سے
سماں بندھا ہے یہ کیوں ایسا جانتے بھی ہو؟
اِسی فلیگ کے سایہ میں آج بندہ نے
غرض شمار سے باہر ہوں جن کے احسانات
اِسی غرض کے لیئے آئے ہیں آج میداں میں
کہ تا کلام سے اپنے وہ اہلِ مجلس کو
وہ جن کے عہد میں دار الاماں کی بستی میں
زہے نصیب۔ مبارک ہو جوبلی کا دن!

کہ ہو زبان پہ جاری حدیثِ سُلطانی
مرے سخن پہ ہے شاہد کلامِ ربّانی
جنھیں فلک نے ہو بخشی سیادہ سامانی
ملا دیئے ہیں بہم شہری و بیابانی
ہیں کیسے شکل و شباہت میں خلقِ لاثانی
زمیں کے مُنہ پہ درخشاں نجومِ نورانی؛
عوض زباں کے کبھی ہاتھوں سے سُخن رانی؛
مزاجِ یار کی آئے خبر بآسانی؛
ذرا بتائیے تو کوئی طبیب یونانی؛
کہ ایک گھاٹ پہ پیتے ہوں شیر و بُز پانی!
زمینِ مردہ بنی گلشن و بستانی
گڑا ہے سامنے دیکھو فلیگِ سُلطانی
حضور "نیّر" و "شبنم" میں کی غزل خوانی
ہے اُن کے گیت کا گانا اصولِ ایمانی
کئی زمانہ کے جامی۔ نظامی۔ خاقانی
دکھائیں شوکتِ انگلش کی بزمِ سلطانی
خدا کے حکم سے آیا طبیبِ رُوحانی
کہ ہر زباں میں ہے شیریں بیانی غزلخوانی

سلام کر کے حسن اب خموش ہو جاؤ
زیادہ اچھا نہیں دعوئِ ہمہ دانی

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مجلس شوریٰ سنہ ۱۹۳۵ء

(۳) تیسرے دن کی کارروائی

زمیندار طبقہ کے احمدیوں کا تاریخی ایثار

میزانیہ بغیر بحث کے منظور ہو گیا

۲۱ اپریل کو ۸½ بجے مجلس شوریٰ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور دعا کے بعد نظارت بیت المال کی طرف سے ایک تجویز بحث ہونی تھی - وہ تجویز یہ تھی کہ چونکہ زمینداران پنجاب عام طور پر زراعت کی مشکلات کی وجہ سے مالی تنگی محسوس کر رہے ہیں - اسلئے نظارت بھی ان مشکلات کو مدنظر رکھتی ہوئی اپنے زمیندار احباب سے یہ رعایت کرتی ہے کہ ان سے چندہ پیداوار ۱/۱۶ کی بجائے ۱/۳۲ کے حساب سے چندہ لے۔

اس تجویز کا پیش کرنا تھا کہ غیرت ایمانی کا سمندر جوش میں آ گیا - انھوں نے مالی قربانی کا وہ مظاہرہ پیش کیا جس کی مثال سوائے السابقون الاولون کے کہیں نہیں ملتی۔ زمینداروں کے نمائندے بڑے جوش اور غیرت ایمانی سے بھرے ہوئے کھڑے ہوتے - اور کہا کہ اس

تجویز سے ہماری ہتک کی گئی ہے

ہمکو افسوس ہے کہ ایسی تجویز کیوں پیش کی گئی - جو ہماری قربانی کو کم کرنیوالی ہے - انھوں نے کہا کہ ہم اس تجویز کو ہرگز منظور نہیں کرینگے۔

معزز زمینداروں نے اخلاص سے پُر تقریریں کیں اور اس تجویز کو مسترد کر دیا - اور اس طرح

اپنی قربانی کے مقام کو بلند کر دیا

جب آراء شمار کا وقت آیا تو انکی کثرت اسکی تائید میں نکلی کہ کبھی کسی تجویز کی تائید اتنی کثیر تعداد نے نہیں کی۔

حضرت امیرالمومنین نے اس ایمانی مظاہرے پر ایک تقریر میں اظہار مسرت فرمایا - "الحکم" بھی اس معزز طبقے کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔

پھر مقبرہ بہشتی کی کل کی تجویز پر غور و خوض شروع ہوا - جسے پونے ۱۲ بجے ختم ہو جانا چاہیئے تھا - مگر نمائندگان نے ایسی دلچسپی لی کہ یہ سلسلہ پونے ۹ بجے شب کو ختم ہوا۔ بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ وصیت جائیداد اور آمدنی دونوں پر ہونی چاہیئے

اس سال ایک خاص اہم بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ میزانیہ پر نمائندگان نے کوئی بحث نہ کی - بلکہ حضرت امیرالمومنین کے حضور سفارش کی کہ میزانیہ کو اسی طرح منظور فرما لیا جاوے - اور اسطرح قوم

کے سلسلہ کے کارکنوں پر پورا پورا اعتماد کیا

اور اپنی مسلمہ قربانی کا مظاہرہ کیا

حضور نے آخر میں ایک سکینت بخش اور ایمان افروز تقریر فرمائی - جو دل اور روح کی غذا تھی۔ دعا میں ایک خاص سوز و گداز تھا - احباب کی چیخوں سے ہال بھرا ہوا تھا - اس دعا کے بعد احباب بہت مسرور اور شاداں تھے۔

پھر حضور نے احباب کو شرف مصافحہ بخشا - اور واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ایک ضروری بات

اس سال مجلس مشاورت کے سکرٹری حضرت مفتی محمد صادق صاحب تھے - مگر ان کی علالت طبع نے ان کو مجلس شوریٰ کی شرکت سے معذور رکھا - اور انکی جگہ حسب سابق شیخ یوسف علی صاحب بی - اے مجلس کے انچارج سکرٹری رہے - جنھوں نے بہت عمدگی سے اس خدمت کو سرانجام دیا۔

میری دعا ہے کہ جن احباب نے اس مجلس کی خدمت میں اپنا وقت صرف کیا ہے - اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل نازل کرے اور ان کے گھروں کو برکتوں سے بھر دے۔ آمین

بھڑھتانوالہ کے شیعوں کی امن سوز حرکات

ضلع سیالکوٹ کے مندرجہ بالا گاؤں میں دوران سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدیت دن بدن ترقی کر رہی ہے حاسدان سلسلہ اس ترقی کو روکنے کے لیے قسما قسم کی شرارتیں کرتے ہوئے وہاں کے پُرامن احمدیوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں پچھلے دنوں چٹھی رساں علاقہ نے بیعت کرنیوالوں کے جوابی خطوط پر جعلسازی کرتے ہوئے تحریر کر دیا کہ پانچ پانچ روپے ارسال کر دو ورنہ بیعت منظور نہ ہوگی تو قف نہیں ہوا معلوم ہوا ہے کہ افسران بالا نے تحقیقات کر کے اسے مناسب سزا دی ہے وہاں کے احمدی اب ایک تازہ واقعہ کی اطلاع دیتے ہیں کہ محرم میں تعزیہ کے دن جبکہ دو احمدی دوسرے اپنے مکان پر کھڑے تعزیے کا جلوس دیکھ رہے تھے مجمع نے ان پر حملہ کر دیا - اسکی وجہ یہ تھی کہ کھڑے ہونیوالوں میں ایک شخص چودھری اللہ دتا نوجوان پہلے جو بہت جوشیلہ شیعہ تھا مجمع کی صریح زیادتی دیکھ کر تمام احمدی مکان کے نیچے اتر آئے - اس پر بھی مفسدین باز نہ آئے اور چودھری فیروز علی صاحب نمبردار احمدی کے مکان پر آ کر مطالبہ کیا کہ اللہ دتا احمدی کو باہر نکال دو تاکہ ہم اسکو زدوکوب کریں - آخر متعینہ کنسٹیبل نے بڑی مشکل سے ان کو روکا اور احمدیوں سے وعدہ کیا کہ میں جا کر تمام رپورٹ افسران بالا تک پہنچاؤں گا - مگر آجتک جماعت احمدیہ انتظار کرتے ہوئے مایوس ہو گئے ہیں۔

اسکے علاوہ مسمی مہنگا احمدی جو ایک بے کس میراثی ہے اور احمد دین ماچھی جو کہ احمدی ہے سے ماتم کروانے کی ناپاک کوشش کی گئی - غرض یہاں کے احمدیوں کا امن خطرے میں ہے - اور اس تمام شرارت کی جڑ مسمی کریم بخش اور اس کا منسوب لڑکا رحمت - فضل شاہ - عاشق شاہ ۴۴ غلام محی الدین شاہ اور غلام حسین ولد حاکم تھے - ان سب کا لیڈر کریم ہے - ہم افسران بالا سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ بہت جلدی تحقیقات کر کے شریروں کو سزا دیکر اپنی رعایا پر دری کا ثبوت

رباعیات حسن رہتاسی

چھتیس ۳۶ زبانیں سٹیج پر

دانت تو منہ میں حسن بتیس ۳۲ ہیں\
پر زبانیں دیکھیئے چھتیس ۳۶ ہیں\
دانت ہوں یا ہوں زبانیں یا ہوں لب[1]\
خیرخواہِ دولتِ انگلیس ہیں!

[1] باغی - وفادار - خاموش طوعاً کرہاً خیرخواہی کا دم بھرتے ہیں۔

جورو پر طلاق

وہ جو کہتے تھے کبھی منبر پہ باصد طمطراق\
قادیاں" مت جاؤ پڑ جائیگی جورو پر طلاق\
مینے پوچھا - اب کہاں ہے آپکا فتویٰ جناب؟\
ہنس کے بولے حسب عادت رکھدیا بالائے طاق

اسٹرف "فضل عمر" ہیں اسٹرف "فضل حسین"[1]\
ماہرانِ علم و حکمت - دین و دانش - بیّن بیّن\
شاعرانِ نکتہ سنج و شائقینِ نکتہ رس\
کون سنتا ہے ہماری ط - ظ - ع - غ

[1] سکرٹری بزم

تلیمِ صلے اللہ علیہ وسلم بینوا

نمایاں جو ہوئے تھے ہاں! یتیم بینوا ہو کر\
اور اِک مدت کے پیچھے جاذب حور و جفا ہو کر\
حسن وہ رحمۃ للعٰلمین لوٹے سوئے مولیٰ\
شہ ہر دو سرا اور شافعِ روزِ جزا ہو کر

فطرتِ شیر

کھول آنکھیں! ہوش کر! کہتے ہیں تجھ سے بار بار\
ہم خدا کے شیر ہیں اُسکی کنار اپنی کچھار\
جب تجھے معلوم ہے شیروں کے بچے شیر ہیں\
"ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار"

حسن رہتاسی

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

مکرمی مولوی نظام الدین صاحب جہلمی مہاجر قادیان کی زبان سے

سیرۃ المہدی کا آج کا تذکرہ مکرمی مولوی نظام الدین صاحب ٹیلر ماسٹر کی زبان سے ہے جو اخویم مکرم مولانا انور صاحب بوتالوی انچارج تحریک جدید نے ان سے سن کر قلمبند کیا اور الحکم کی اشاعت کے لئے مرحمت فرمایا جزاھم اللہ عنا خیرا (ایڈیٹر)

نظام الدین صاحب ٹیلر ماسٹر ساکن جہلم عمر ۷۵ سال
بیعت سنہ ۱۹۰۲ء قادیان آکر بیعت کی۔

سنہ ۱۹۰۲ء کے جلسہ سالانہ میں لاہور آیا۔ جلسہ کے بعد نماز کے لئے جب نکلے تو ایک مولوی صاحب وعظ کر رہے تھے کہ مرزا صاحب (نعوذ باللہ) کوڑھے ہو گئے ہیں۔ کیونکہ نبیوں کی ہتک کرتے ہیں۔ میں حضرت صاحب کے دیکھنے کے لئے قادیان آیا۔ میرے ساتھ دو اور شخص بھی تھے حبیب اللہ حلوائی۔ محمد بخش خیاط جہلمی جب قادیان آئے تو عصر کا وقت تھا۔ نماز ہو چکی تھی۔ لوگوں سے حضرت صاحب کے متعلق پوچھا۔ کہ وہ نماز کے لئے آئیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ پہلے چلے جاؤ مسجد مبارک میں ان کے پاس جگہ مل جائے گی ہمیں چونکہ تحقیق کا شوق تھا کہ بات سچی ہے یا غلط۔ لہذا میں اس جگہ پر جہاں حضرت صاحب کھڑے ہوا کرتے تھے بیٹھ گیا مغرب کے وقت حضرت صاحب تشریف لائے اور مسجد مبارک کی چھت پر میرے سامنے کھڑے ہو گئے۔ جب تکبیر ہوئی میں نے آپ کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب کی امامت میں نماز شروع ہوئی۔ حضرت صاحب نماز کے بعد بیٹھ گئے مفتی محمد صادق صاحب کو مخاطب کر کے حالات دریافت کئے۔ اس کے بعد طاعون کا ذکر ہوا کیونکہ طاعون ابھی نئی نئی تھی۔ اس کے بعد فرمایا:۔ میں نے ان لوگوں کو پہلے سے متنبہ کر دیا تھا کہ پنجاب میں طاعون آنیوالی ہے۔ لیکن لوگوں نے غور نہیں کیا۔ بلکہ مخالفت کی۔ مخلوق اب اسکے نتیجہ میں ہلاک ہو رہی ہے۔ ٹیکہ کی غلطی سے جو آدمی ملکوال میں مر گئے۔ اس سے مخالفت مخالفت اور بڑھ گئی۔

فرمایا:۔ مولوی صاحب کہاں ہیں

حضرت مولوی نورالدین صاحب حضرت صاحب سے پچھلی صف میں تھے وہاں سے اٹھ کر آگے آ گئے۔ مولویوں کی مخالفت اور طاعون کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر حضور عشاء کی نماز کے بعد تشریف لے گئے

صبح کے وقت مولوی صاحب کے پاس پوچھنے کی جرأت کی کہ کیا مرزا صاحب نبی ہیں یا کوئی اور؟ کیونکہ [illegible] مولوی غیر احمدی قرآن اٹھا کر جھوٹے [illegible]

مولوی صاحب مطب میں بیٹھا کرتے تھے ایک [illegible] نے اعتراض کیا تھا کہ مرزا صاحب پلاؤ اور زردہ کھاتے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ کہیں تو قرآن میں [illegible] حلال ہی معلوم ہوتے ہیں۔ اسپر وہ مولوی شرمندہ ہو گیا۔ اور کہا کہ سنا ہے کہ ایسے لوگ پہلے فاقہ کیا کرتے تھے مولوی صاحب نے فرمایا کہ اپنے اپنے وقت پر ہر شخص کو لازم آتا ہے۔ کرتا ہے۔ جب ہر ایک نعمت موجود ہو تو خدا نے کھانے سے منع نہیں کیا تب میں نے سوال کیا اور اشتہار نکال کر دکھایا کہ ہمارا مولوی یہ کہتا تھا۔ اور ہم نے اگلے پر آکر مرزا صاحب کو شدید ست(?) دیکھا ہے۔ کیا یہی وہ مرزا صاحب ہیں کیونکہ ہمیں آپ پر اعتبار ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ سے پہلے مجھے یہ اشتہار مل چکا ہے یہی مرزا ہے خودی دیکھ لو کہ یہ مرزا سچا ہے یا تمہارا مولوی سچا ہے۔

ظہر کے وقت میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تو مولوی کا اسقدر جھوٹ دیکھ کر مرزا صاحب کی بیعت کر لونگا۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم بھی کر لیتے ہیں ظہر کے وقت حضور کی خدمت میں سارا واقعہ پیش کر دیا۔ اور عرض کیا کہ چونکہ ہمیں واپس جانا ہے لہذا بیعت لے لیں آپنے فرمایا کہ "مولوی لوگ میرے مقابلہ میں جھوٹ بولنا جائز سمجھتے ہیں" میں اسوقت (?) اندازہ رہا تھا فرمایا "کم از کم ایک ماہ تک رہو۔ ورنہ مولوی تمہیں دھوکہ دیکر مرتد کر دینگے" ہمیں اتنے کہا کہ کام زیادہ ہے۔ صرف حضور کی زیارت کے لئے آئے تھے۔ پھر فرمایا کہ کم از کم ایک ہفتہ تک رہو۔ دنیا کے کاموں کے لئے تو برسوں رہتے ہو۔ یہ دین ہے خوب اچھی طرح باتیں سن کر جاؤ۔ آخر بڑے اصرار سے تین دن رہنے کی تجویز کی تین دن کے بعد میں نے اور میرے ساتھیوں نے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ میں نے عرض کی کہ حضور کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے السلام علیکم پہنچے۔ کیونکہ ایسا ہی حدیث میں لکھا ہے۔ آپنے وعلیکم السلام فرمایا۔ پھر عرض کی کہ مخالفت ہو گی دعا فرما دیں۔ آپنے دعا فرمائی۔ اور ہم واپس چلے گئے۔

کرم الدین کے مقدمہ میں جب جہلم گئے جماعت نے تجویز کی کہ سب چندہ کریں اور کھانے کا انتظام کیا جائے۔ دریائے جہلم کے کنارے پر ایک کوٹھی ہے۔ اس میں کبھی سشن جج اجلاس کیا کرتا تھا۔ اس میں حضور کو ٹھہرانے کی تجویز کی۔ حضور جب جہلم اسٹیشن پر آئے۔ تو بے شمار آدمیوں کا ہجوم تھا حتی کہ بھیڑ کی وجہ سے حضور گاڑی سے اتر نہیں سکتے تھے۔ اس جگہ ایک انگریز اور میم نے حضرت صاحب کا فوٹو بڑی مشکل سے لیا بعد میں حضور کو گاڑی پر بٹھا کر کوٹھی پہنچایا گیا۔ وہاں ایک شخص غلام حیدر تحصیلدار تھا جو غیر احمدی تھا وہ نمبر ے کر حضرت صاحب کی گاڑی کے پائیدان پر کھڑا ہو گیا۔ اور لوگوں کو حضرت صاحب کے نزدیک نہیں آنے دیتا تھا۔ آخر کوٹھی پہنچے۔ ہجوم زیادہ تھا۔ اور لوگوں کا اصرار تھا کہ حضرت صاحب کو دیکھنا ہے۔ آخر کوٹھی کے اوپر کرسی بچھا دی آپ آدھ گھنٹہ تک اوپر رونق افروز رہے۔ آخر لوگ آپ کو دیکھ کر واپس چلے گئے۔ حضور رات وہیں رہے۔ جماعت نے حسب موقعہ خاطر کی۔ میں نے بھی اس کوٹھی میں رات گذاری صبح کی نماز سے فارغ ہو کر حضور صبح ہی کچہری چلے گئے مولوی عبد اللطیف صاحب شہید بھی آپکے ساتھ تھے۔ بہت سے علماء کی ٹولیاں درختوں کے نیچے بیٹھی ہوئی تھیں۔ جو لوگوں کو آپکے پاس جانے سے منع کر رہے تھے۔ حضرت صاحب کچہری میں تشریف رکھتے تھے۔ ڈپٹی سنسار چند کے پاس مقدمہ تھا۔ خواجہ صاحب وکیل تھے۔ پہلے بات اس پر چلی کیا مولوی کرم الدین جو مولوی محمد حسین کا سالہ ہے۔ کیا وہ مولوی محمد حسین کے بیٹے کی موجودگی میں (جو مولوی محمد حسین کی) ہتک کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ خواجہ صاحب نے ثابت کیا کہ یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا۔ حضرت صاحب کرسی پر تھے۔ اسوقت تمام مجسٹریٹ اپنے اپنے کام چھوڑ کر حضرت صاحب کو دیکھنے کے لئے اس کمرے میں چلے آئے۔ ڈپٹی سنسار چند نے تقریر سن کر کہا کہ آپ تشریف لے جائیں میں جب منظور ہی اس کا فیصلہ سنا دیتا ہوں۔ باہر آ کر ٹھہر گئے تھا دیر تک حضور نے فرمایا "دعا کا موقع مل گیا ہے سب دعا کریں" تھوڑی دیر کے بعد ڈپٹی نے بلایا خواجہ صاحب وغیرہ اندر گئے۔ اس نے فیصلہ سنایا کہ سالہ دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اور دعویٰ خارج کر دیا۔ حضور پھر واپس کوٹھی تشریف لے گئے۔ شام کے وقت جبکہ غلام حیدر تحصیلدار وغیرہ سب بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ آج

اِصلاح روایات

الحکم ۱۴/۱۲ اور نمبر ۱۵ میں میرے جناب قاضی محمد یوسف صاحب کی بعض روایات شائع کی تھیں۔ یہ روایات آپ نے ذکر حبیب کی مجلس میں بیان فرمائی تھیں۔ جن کو سردار مصباح الدین صاحب نے قلمبند کرایا تھا۔ ان روایات کے متعلق کچھ اصلاح خود قاضی صاحب نے فرمائی ہے۔ جو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ جناب قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میری نظر سے اتفاقاً الحکم مورخہ ۷ رمئی سنہ ۱۹۳۵ء کا صفحہ چار گذرا جس میں میرے نام سے بعض روایات درج ہیں ان میں روایت نمبر ۳ میں مولوی محمد علی صاحب کا نام میںنے بیان نہیں کیا۔ بیشک میں کتب خانہ کا انچارج گوردا سپور میں چند روز رہا۔ مگر مجھے یاد نہیں کہ یہ مولوی محمد علی صاحب کے حکم سے ایسا ہوا تھا۔

روایت نمبر ۸ میں صحیح الفاظ یہ ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ "آتما رام کے دو بیٹوں کو شیر اٹھا کر لے گیا ہے" ان کو شیر لیگئے ہیں درست نہیں

(قاضی محمد یوسف احمدی ۸ رمئی سنہ ۱۹۳۵ء)

الحکم ۲۸ اپریل کے پرچے میں مرزا مہتاب بیگ صاحب ٹیلر ماسٹر احمدیہ درزی خانہ کی روایات شائع ہوئی ہیں وہاں غلطی سے صرف مرزا مہتاب چھپ گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ ان کا پورا نام چھپ نہیں سکا۔ اسلئے آج اسکی اصلاح شائع کرتا ہوں۔

خواجہ صاحب نے بہت اچھی تقریر کی ہے۔ حضور نے فرمایا "ابھی کیا ہے خواجہ صاحب کی تقریر انگیزن خارق عادت تقریر ہوگی" حضرت صاحب اسوقت چارپائی پر بیٹھے تھے۔ شام کیوقت حضور نے جماعت کی عورتوں کی درخواست پر کوٹھی ہی میں عورتوں کے لئے وعظ فرمایا۔ صبح کو جب واپس قادیان جانے کی تیاری کی تو سیٹھ احمد الدین صاحب (جو اسوقت غیر مبائع ہیں) نے حضور سے درخواست کی کہ حضور واپسی کیوقت میرے گھر میں بیٹھ کر چند منٹ دعا کریں۔ حضور نے منظور کر لیا۔ کسی آدمی نے کہا کہ کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ آپ گاڑی میں جلد ہو کر آئے تھے۔ اگر پیدل چلکر آتے تو ہم دیکھ لیتے حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم اسٹیشن تک پیدل چلینگے اور بازار کے اندر جائینگے جو کچھ کسی نے کرنا ہو وہ کرے۔ چنانچہ آپ کوٹھی سے روانہ ہوئے تو جماعت کے سب آدمیوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر حضرت صاحب کے گرد ایک حلقہ بنا لیا۔ اور چلے۔ ہزارہا مخلوق ادھر اُدھر سے دیکھنے والی تھی۔ راستہ ہی میں سیٹھ احمد الدین صاحب کا مکان آتا تھا اس میں حضور نے داخل ہو کر دعا فرمائی۔ دعا کے بعد باہر نکلے پھر سٹیشن تک بازار سے ہو کر گئے۔ اور گاڑی پر سوار ہو گئے

اخبار "سالار" اور "پیغام صلح"

اخبار پیغام کے مالکوں نے اس کا نام تو "پیغام صلح" رکھا تھا۔ مگر اس کی تاریخ بتلاتی ہے کہ **پیغام جنگ** کے سوا اس نے کبھی صلح و آشتی کا نام نہیں لیا۔ اس نے ہمیشہ سے اپنا یہ وطیرہ بنا رکھا ہے کہ وہ بھلے مانسوں کی پگڑیاں اُتارتا ہے۔ اور وہ اس میں اپنی قلبی راحت محسوس کرتا ہے۔ اور خصوصاً ہر اس شخص کے ساتھ اُلجھنے کو پسند کرتا ہے جو حضرت **فضل عمر** کے دامن سے وابستہ ہو۔ "الفضل" اور "فاروق" سے تو آئے دن اُلجھ کر منہ کی کھاتا ہے۔ "الحکم" کا دائرہ عمل بالکل اور ہے۔ اسلئے وہ اپنے دائرے میں کام کرتا ہے۔ ورنہ بانیان پیغام کو خوب معلوم ہے کہ جب جب ضرورت محسوس ہوتی رہی

الحکم نے جھوٹ اور خفیہ سازشوں کے بخئیے اُدھیڑ کر رکھ دیئے

الحکم کے قائد کا سکہ مالکان پیغام نے مانا۔ اور انھوں نے تسلیم کیا کہ ان کی نامرادیوں میں قائد الحکم کا بہت بڑا دخل ہے۔ **وہ قلم خدا کے فضل سے آج بھی اسی شوکت سے چل رہی ہے** مگر اس نے اسوقت ضرورت محسوس نہ کی کہ وہ پیغامیوں کے لئے حرکت میں آئے۔

ہاں

اگر ضرورت پڑے تو وہ ضربۃ الحق کا نمونہ دکھانے کے لئے آج بھی تیار ہے۔

الحکم اسوقت اپنا بڑا کام سیرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مواد جمع کرنا سمجھتا ہے۔ اس کے بعد صحابہ مسیح موعود کے حالات ضبط میں لانا چاہتا ہے۔ اور وہ بخیر و خوبی اس کام کو سرانجام دے رہا ہے

قائد الحکم خود کچھ عرصہ سے بمبئی میں فروکش ہیں۔ اور ان کے وہاں قیام کے متعلق اکثر احباب جانتے ہیں کہ وہ بعض ضروری امور کے سرانجام دینے کے لئے ٹھیرے ہوئے ہیں۔ انھوں نے آج سے چار پانچ سال قبل اس زہریلے اور خطرناک پروپیگنڈے کو دیکھ کر جو مخالف مسلمان والیان ریاستوں اور مسلمان حکام کے خلاف کرتے ہیں ایک اخبار سالار کا اجراء کیا۔ اور یہ اجراء حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس پروگرام کے ماتحت تھا۔ جو حضور نے ترقی اسلام کے لئے شائع کیا تھا۔ سالار اسپر آجتک قائم ہے سالار نے ان خدمات کے مقابلہ میں آجتک کسی ریاست یا بڑے آدمی سے اس کا معاوضہ نہیں لیا۔ سالار ایک اصول کے ماتحت ایک کام کر رہا ہے۔ مدیر سالار اگر اسطرح روپیہ لینے والا ہوتا تو جب خداوندان پیغام خلافت اولیٰ میں اسکی مشکلات حل کر دینے کے بہانے سے اس کی قلم خریدنا چاہتے تھے اور اس کی گرانبہا قیمت دینے کو تیار تھے تو وہ ضرور اس وقت کو غنیمت جانکر اسے لیتا یاد رکھنا چاہیئے کہ **۶ ہزار کی رقم پر پیشاب کرنیوالا انسان امیروں اور رئیسوں کی کاسہ لیسی نہیں کر سکتا**۔ ہاں یہ درست ہے کہ ان خدمات کے صلہ میں کئی مدیر پیغام جیسے مسافروں کی مدد وہ ضرور کرا دیا کرتا ہے

مجھے افسوس ہے کہ پیغام صلح نے کئی دفعہ مدیر سالار کو مخاطب کیا۔ مگر مدیر سالار نے اسے منہ لگانا پسند نہ کیا ایکدفعہ سالار کے متعلق پیغام نے لکھا تھا کہ سالار کی حالت بہت خراب ہے۔ اس کی لکھائی چھپائی پر بھی اعتراض تھا۔ مگر اب ۷ رمئی ۱۹۳۵ء کے پرچے میں لکھا ہے

"سالار اخبار والیان ریاست رئیسوں اور سیٹھوں کی کاسہ لیسی سے پرچہ چلاتا ہے"

اس فقرے کا مطلب واضح ہے میں حیران ہوں کہ اگر والیان ریاست اور رؤسا اور سیٹھ لوگ اس کاسہ لیس کی جیب کو پر کرتے ہیں تو پھر اس کی لکھائی چھپائی اور کاغذ کے نقص کی کیا وجہ ہے؟

کیا عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہے کہ ایک مالک اخبار جسے ہزارہا روپیہ والیان ریاست سے مل جاتے۔ وہ اپنے اخبار کو ظاہری تشکل و صورت کے لحاظ سے اچھا نہ بنائے۔

بس اصل بات یہ ہے کہ مدیر سالار و مدیر اعلیٰ الحکم نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ کسی کو اپنے ضمیر کے خلاف خوش کرکے روپیہ وصول کرے۔ ہاں سالار اپنے پروگرام کے ماتحت کام کر رہا ہے۔ وہ مسلمان والیان ریاست اور مسلمان حکام کے حقوق کی حفاظت کے لئے لڑنا اپنا فرض خیال کرتا ہے جو شخص اسکے خلاف سمجھتا وہ اس کی اپنی عقل کا قصور ہے پیغام صلح اعتراض کرتا ہے کہ "سالار نے ساحل بمبئی پر اپنے چند ٹکوں کی خاطر اپنے سارے اصول فروخت کر دیئے"

اصل بات یہ ہے کہ پیغام اور بانیان پیغام نے چند ٹکوں کی خاطر احمدیت کے اصول فروخت کر دیئے تو اب یرقان کے مریض کی طرح ان کو ہر طرف سرسوں پھولی نظر آتی ہے ورنہ مدیر سالار نے نہ اپنے اصولوں کو چھوڑا اور نہ اپنی احمدیت کو چھپایا۔ اس نے ہمیشہ سالار میں ایک حد تک احمدیت کا تذکرہ کیا۔ قادیان کے موجودہ حالات کے متعلق لکھا اور متعدد مرتبہ لکھا۔

چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے حق میں احمدیت کے نقطۂ نظر سے لکھا۔ احرار کی مخالفت بیانگ بلند کی۔ اب رہا یہ کہ پیغام صلح کے خلاف اس میں نہیں لکھا جاتا۔ سو سالار اپنے وقت کو اس قسم کی بحثوں میں ضائع کرنا نہیں چاہتا۔

پیغام صلح کے اس نمبر میں مدیر سالار حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی قبلہ کے متعلق لکھا ہے کہ انھوں نے مولوی عبد المجید امام مسجد ووکنگ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس کا اصلی جواب بمع اصل حالات کے ہم خاص نمبر میں شائع کر سکینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(محمود احمد عرفانی)

بقیہ مضمون صہ ۵

عربی۔ پشتو۔ انگریزی۔ اردو۔ پنجابی۔ کشمیری۔ ملتانی سندھی۔ جانگلی۔ پوربی۔ بنگالی۔ مالاباری۔ سنسکرت۔ تھیلی۔ پاچ۔ سماٹری۔ سغریچ۔ کنٹیری۔ چینی۔ تامل۔ گجراتی۔ ملنگی۔ ترکی۔ مدراسی گلگتی۔ چترالی۔ دیہاتی مالیالم۔ سوتی۔ سعدی۔ ڈچ

سلور جوبلی کا پانچواں دن

۵ رمئی کی شام کو احمدیہ مستورات کا ایک شاندار جلسہ سلور جوبلی کی خوشی میں ہوا۔ نوجوانوں نے فٹ بال کا میچ کھیلا اور شام کو بقیہ ۸ زبانوں میں لیکچر ہوئے اور زیر صدارت پریذیڈنٹ صاحب سلور جوبلی مشاعرہ ہوا۔ جس میں حسن صاحب رہتاسی کی نظم۔ ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی کا ایک شعر اور حضرت گلشن دہلوی کے آخری شعر نے خوب داد لی۔

سلور جوبلی کا چھٹا دن

چھٹا دن جشن جوبلی کا بہت شاندار تھا۔ صبح کو میچ ہوئے۔ نیزہ بازی اور گتکے کے کھیل ہوئے۔ فوج کی پریڈ بہت شاندار طریق سے ہوئی جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بنفس نفیس شامل تھے اس میں احمدیہ ٹریٹوریل کے نوجوان شامل ہوئے۔ اور یونین جیک کی پریڈ دکھائی۔ پریڈ صوبیدار میجر آنریری لفٹنٹ سردار نذر حسین نے کرائی۔ پریڈ کے متعدد فوٹو لئے گئے۔ پھر سائیکلوں کے دلچسپ اور لطیف کرتب احمدی سائیکلسٹوں نے دکھائے۔ شام کو کبڈی کا فائنل شاندار میچ ہوا۔ مغرب کے بعد سلسلہ کی تمام مساجد اور تمام دفاتر اور سلسلہ کی مملوکہ عمارات پر روشنی کی گئی۔ بہت سے احباب نے اپنے گھروں میں چراغاں کیا۔ یہ روشنی اتنی شاندار تھی کہ قادیان سے باہر دو تین میل سے نظر آ رہی تھی

اس موقعہ پر احراری مسلمانوں اور ہندو وغیرہ نے کوئی خوشی میں حصہ نہیں لیا۔

نماز عشاء کے بعد ہائی سکول کی فیلڈ میں مولانا نیر نے میجک لینٹرن پر سلسلہ کے اور لنڈن کے مناظر دکھائے اور نہایت لطیف تقریر کی۔

سلور جوبلی کے ساتویں دن کی کارروائی

جناب محمد صادق صاحب تبسم بی اے قریشی صدر سلور جوبلی نے ساتویں دن جماعت احمدیہ کی طرف سے حضور ملک معظم کو مبارکباد کا تار قادیان کے ڈاکخانہ سے دیا۔ جو ملک معظم کے نام قادیان سے اس تقریب پر پہلا تار تھا۔ اسطرح یہ دلفریب تقریب خوشی اور مسرت سے ختم ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو ایسے موقع بار بار دیکھنے کی توفیق دے

اور

حضور ملک معظم کو سلور جوبلی کے بعد گولڈن جوبلی اور پھر ڈائمنڈ جوبلی مناتے ہوئے ہم دیکھیں

جماعت احمدیہ قادیان اور سلور جوبلی

ابتہاج اور انبساط کے مظاہرات

اَن مِٹ اور دائمی وفاداری کا اظہار

جماعت احمدیہ ایک بااصول جماعت ہے۔ جس کی ہر حرکت اور سکون ایک اصول پر مبنی ہے۔ چنانچہ ہمارے اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ ہم جس حکومت میں رہتے ہیں۔ اس حکومت کے وفادار رہتے ہیں۔ دولت برطانیہ سے ہمارا تعلق۔ اور ہمارا جذبۂ وفا اس اصل پر مبنی ہے کہ حکومت سے ہم اختلاف رکھ سکتے ہیں۔ حکومت کے آدمیوں کی حکومت سے شکایت کر سکتے ہیں۔ مگر کسی صورت میں بھی ہمارے جذبہ وفا میں تنزل واقع نہیں ہوتا۔ اس اصول کی وجہ سے آج ہندوستان میں ہمارے خلاف ایک شور بے تمیزی مچایا جا رہا ہے۔ احرار اور ان کے ساتھیوں کو ہمارے ساتھ ہمارے عقائد کی وجہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ محض بناوٹ کی باتیں ہیں جو بنائی جا رہی ہیں کہ اسلام کی توہین کرتے ہیں ہمارا دشمن اس امر کو خوب جانتا ہے کہ **اسلام کی شوکت آج ہمارے دم سے قائم ہے** اور ہم ہی اسکا جھنڈا دنیا میں اٹھائے پھر رہے ہیں۔ پس ان کو ہمارے ساتھ عداوت محض اس لئے ہے کہ **ہم دولت برطانیہ سے وفاداری کا ایک غیر فانی جذبہ رکھتے ہیں** ۔ اور یہ جذبہ کسی ذاتی غرض پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ اس اصول کے لئے ہے کہ ہم جس حکومت میں رہیں اس کے وفادار بن کر رہیں۔ ہم فساد کو پسند نہیں کرتے۔ اور نہ کسی فسادی سے ملنا پسند کرتے ہیں۔ ہندوستان کی تمام پُرامن تحریکوں سے ہمیں ہمدردی ہے۔ اور تمام پُرفتن تحریکوں سے نفرت اسلئے انگریز کا دشمن ہمکو اپنے راستے میں کانٹا خیال کرتا ہے اور ہم کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے

تاج برطانیہ سے ہمنے ہر کڑی منزل میں وفاداری کا اظہار کیا۔ ہم ہر مشکل میں ان کے ساتھ رہے۔ اس سے کوتاہ نظر لوگوں نے سمجھا کہ یہ انگلستان کا خود کاشتہ پودا ہے۔ حالانکہ عقائد کے لحاظ سے اگر دیکھتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ہم میں اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے انگلستان کی مسیحی سلطنت کبھی کوئی کاشت ایسی نہیں کر سکتی جو مسیحیت کے لئے مہلک ثابت ہو۔ تعجب تو یہ ہے ہمارے دشمن ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ احمدیہ لٹریچر میں مسیح کی خطرناک توہین کی گئی۔ اس کی معصوم ماں کی توہین کی گئی اس کے معجزات سے انکار کیا گیا ہے۔ کیا یہ عقل سلیم کر سکے گی کہ یہ ایک مسیحی سلطنت کا اپنا تیار کردہ پروگرام ہے اگر اسے مانا جائے تو کہنا پڑے گا کہ انگلستان خود مسیحیت کو مٹانے کی فکر میں ہے اور اس نے یہ پروگرام صرف مسیحیت کو مٹانے کے لئے تجویز کیا اور یہ خیال سوائے کسی مجنون کے اور کسی دماغ میں نہیں آ سکتا۔ پس اصل بات یہ ہے کہ ہماری مخالفت صرف اس لئے ہے کہ ہم تاج برطانیہ کے وفادار ہیں اور ہم ان کی معاندانہ تحریکوں میں ان کا ساتھ نہیں دیتے۔ چنانچہ ہم ان تمام تکلیفات کو برداشت کرنے کے باوجود اپنے اصول کے پابند ہیں۔

اور آج

جبکہ پنجاب عموماً شاہنشاہ معظم کی جوبلی کا بائیکاٹ کر کے اس امر پر مہر لگا رہا تھا کہ ہم **تاج برطانیہ** اور **شہنشاہ معظم** سے علائق وفاداری نہیں رکھتے۔

سلسلہ احمدیہ نے اپنی روایات سابقہ کے مطابق شان و شوکت سے سلور جوبلی کو منا کر اپنی **زبردست وفاداری** کا ثبوت دیا۔

مخالفت کے وقت میں بڑے بڑے دلیر دوست بھی بھاگ جاتے ہیں۔ اسوقت جبکہ ہندوستان میں تاج برطانیہ سے دشمنی رکھنے والے

ملکِ معظم کی جوبلی مبارک ہدیہ تبریک باد

ادارہ الحکم اپنی اور اپنے قارئین کرام کی طرف سے ملک معظم قیصر ہند اور ملکہ معظمہ کو سلور جوبلی کی تقریب پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہے۔

منیجر و ایڈیٹر الحکم

بے شمار لوگ پیدا ہو چکے ہیں اور اس سے وفاداری کا جذبہ رکھنے والوں کو وہ مٹا دینے کے لئے تیار ہوں۔ اور پھر انکی پیٹھ بعض حکومت کے ملازم بھی ٹھونک رہے ہوں۔ ایسے وقت میں وفاداری کا اظہار بہت بڑی شجاعت اور بہادری کہلاتا ہے احمدیت کے نام لیواؤں اور ماننے والوں پر آج اس غرض سے ستم توڑے جا رہے ہیں۔ اور بہت سے ملازمین سرکار بھی ان کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ اسوقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکز میں جماعت احمدیہ نے اپنی مسرت اور شادمانی اور اپنے ابتہاج اور انبساط کا شاندار مظاہرہ کیا اور اس غرض کے لئے چھ دن تک لگاتار خوشی کا جشن منایا۔ ان چھ ایام میں جماعت کے تمام مرد و زن اور بوڑھوں اور بچوں نے اپنے اپنے رنگ میں اظہار خوشی کیا

جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے صدر جناب محمد صادق صاحب شنم قریشی تھے۔ اور جناب مہاشہ فضل حسین صاحب سکرٹری۔

صدر صاحب کی مساعی کے علاوہ مہاشہ صاحب کی زبردست مساعی جلیلہ اس شاندار جشن کو کامیاب بنانے کا اہم باعث تھیں۔ ان کے علاوہ ناظر صاحب امور عامہ اور ناظر صاحب اعلیٰ نے ناظروں کی طرف سے اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کے اشتراک نے جشن کی کامیابی میں چار چاند لگا دیئے۔

سلور جوبلی کا پہلا دن

یکم مئی کو شروع ہوا۔ اس دن بعد نماز عصر مختلف قسم کی دوڑیں ہوئیں اور کبڈی کا میچ ہوا جس کو دیکھنے کے لئے ہر مذہب و ملت کے لوگ جمع تھے۔

بعد مغرب زیر صدارت جناب خان صاحب فرزند علی خان صاحب ناظر امور عامہ ایک عام جلسہ منعقد ہوا جلسہ گاہ خوبصورت دعائیہ قطعات سے آراستہ تھا۔ ان قطعات کی حسب ذیل عبارتیں تھیں (۱) یارب رہے سلامت فرماں روا ہمارا (۲) تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام (۳) گاڈ سیو دی کنگ اینڈ کوئین (۴) اھلاً و سھلاً و مرحبا

جلسہ گاہ میں گیس کی روشنی معمولی سے بہت زیادہ تھی متعدد نظموں اور تلاوت کے بعد مولانا نیر نے ایک زبردست تقریر فرمائی جس میں سلور جوبلی منانے کے متعلق احمدیہ نقطۂ نگاہ کو عالمانہ انداز سے پیش کیا۔ مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام تھا جو کثرت سے شریک ہوئیں۔ اس روز کی ساری کارروائی دعا پر ختم ہوئی تھی۔

جوبلی جشن کا دوسرا دن

۲ رمئی کو جماعت احمدیہ کے روزے کا دن تھا۔ باوجود اس کے ڈی بی الانصار کلب اور جامعہ احمدیہ نے والی بال میچ کھیلا

مغرب کے بعد مقامی تمام مساجد احمدیہ میں شیرینی تقسیم کی گئی اور روزے شربت سے افطار کرائے گئے اور ملک معظم اور انکی حکومت کے لئے دعا کی گئی

سلور جوبلی کا تیسرا دن

۳ رمئی بروز جمعہ بوقت صبح دو ٹیموں میں کرکٹ میچ ہوا اور شام کو مستری قادر بخش صاحب کے اس مکان میں جس میں حبیب احمد صاحب کاتب الحکم رہتے ہیں محلہ دار الفضل میں زیر اہتمام لجنہ اماء اللہ مستورات کا جلسہ ہوا۔ جس میں نیر صاحب نے ایک عالمانہ لیکچر دیا۔ اور میجک لینٹرن سے سلائیڈز دکھلائیں۔ بچوں کے لئے رنگین سلائیڈز تھیں

سلور جوبلی کا چوتھا دن

۴ رمئی کو بعد نماز عصر احمدیہ سلیکٹیڈ دو ٹیموں کے مابین ہاکی میچ ہوا۔ ایک کے کپتان حضرت مرزا مبارک احمد صاحب تھے۔ اور دوسری کے جناب مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان صاحبزادہ صاحب کی ٹیم کے ہاتھ میدان رہا۔

بعد نماز مغرب مولانا نیر صاحب کی زیر صدارت ایک ایک شاندار جلسہ ہوا۔ جس میں ۲۸ زبانوں میں بادشاہ کی سلور جوبلی کے متعلق لیکچر ہوئے زبانیں حسب ذیل تھیں:

(بقیہ صفحہ ۷ کالم ۳ پر دیکھیئے)

پولیس کے حکام بالا توجہ فرمائیں

(۲)

کنسٹبل احمد علی بٹ کیا احرار کا ملازم تھا؟

کنسٹبل احمد علی بٹ جب تک قادیان میں رہا اس نے اپنی پوزیشن ایسی رکھی گویا وہ سرکار انگلشیہ کا ملازم ہی نہیں بلکہ احرار کا ملازم ہے - احرار کے ساتھ اس کے خلوص کا تو اس ایک واقعہ سے ہی پتہ لگ سکتا ہے کہ اس نے اپنے فرض منصبی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے علی الاعلان احرار کے جھنڈے کو باندھ کر ہوا میں اُڑایا۔

زمین و آسمان کا فرق

قادیان میں گاردیں آئیں اُن کو حکام کی طرف سے ایسے احکام ملتے رہے کہ احمدیوں سے ملنے جلنے میں حتی الوسع اجتناب کریں - چنانچہ ایک سپاہی نے ایک احمدی دوکاندار سے آٹا خریدا - اور جب اسے معلوم ہوا کہ یہ دوکان احمدی کی ہے - تو خریدا ہوا آٹا واپس کر دیا - اور کہا کہ ہمکو احمدیوں سے ملنے جلنے اور کوئی چیز خریدنے کی اجازت نہیں دوسری طرف غیر احمدی دوکانداروں کے پاس بیٹھنا تو ایک طرف رہا وہاں ان کا جمگھٹے لگانا اور نظم خوانیاں کرنی اور خوش گپیاں مارنا تو ایک معمولی کام تھا - احرار آفس میں جانا - اور ان کے جھنڈے کو لگانے تک سے احتراز نہیں کیا جاتا تھا۔

کہا جائیگا کہ اس بات کو کیوں اسقدر اہمیت دی جاتی ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ احرار کی گذشتہ تاریخ کو نظرانداز کر دیا جائے - ان کے خونی اوراق کی طرف بھی نہ دیکھا جائے تو صرف یہ دو امر ہی احتساب کے لئے کافی ہیں

اول یہ کہ ان کا مقصد ہندوستان میں بغاوت پھیلانا ہے

دوم یہ کہ ان کو انگریزی حکومت سے کوئی ہمدردی نہیں - جس کی تازہ اور زندہ مثال ہز مجسٹی شاہنشاہ ہند کی سلور جوبلی کا بائیکاٹ ہے۔

اگرچہ ان تمام امور سے ہم اپنی آنکھیں بند کرلیں تو یہ دونوں امور ایسے ہیں جن کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ دولت برطانیہ کا کوئی خیر خواہ یہ پسند نہیں کرے گا کہ سرکاری ملازم حکومت کے باغیوں سے جلے یا بیٹھے اٹھے اور ان سے سازباز کرے -

کہا جائیگا کہ یہ کیسے سمجھ لیا گیا کہ وہ حکومت کے دشمنوں سے سازباز رکھتا تھا - صرف جھنڈا باندھ دینا اتنے بڑے الزام کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ صرف ایک یہ ہی بات ہمارے ہاتھ میں نہیں بلکہ بہت سے واقعات ہمارے ہاتھ میں ہیں

مثلاً

احرار مولوی احمد علی کا مداح تھا

مولوی عنایت اللہ احراری قادیان میں احرار کا نمائندہ ہے - مولوی عنایت کی بدزبانی سے جماعت احمدیہ کے قلب زخمی ہیں وہ حکومت برطانیہ اور اُن کے افسران سے نفار رکھنا اپنا مذہبی فریضہ خیال کرتا ہے مگر لوگوں نے بارہا سُنا کہ احراری مولوی اپنی تقریروں میں احمد علی کی تعریف کیا کرتا تھا - اور کہا کرتا تھا :-

"اگر حکومت میرا کہنا مان لے اور مرزا محمود کو گرفتار کرے تو پھر قادیان کا سب نظام احمد علی کے ہاتھ میں دیدے - میں ذمہ دار ہوں کہ اگر پھر یہاں لڑائی ہو گا"

احمد علی کا قیام امن کے لئے انتخاب اس پوشیدہ راز کی طرف ہماری راہنمائی کرتا ہے - کہا جا سکتا تھا کہ معمولی سے معمولی کانسٹبل کو پھر مقرر کر دو - یہاں فساد نہیں ہوگا مگر کہا جاتا ہے کہ پھر احمد علی کو مقرر کر دو پھر فساد نہیں ہو گا میں ذمہ دار ہوں

احمد علی کے تقرر کا مطالبہ
فساد نہ ہونے کی گارنٹی لینا
اپنی ذمہ داری کا ذکر کرنا۔

یہ تینوں امور بتلاتے ہیں کہ احمد علی بٹ کا احرار سے غیر معمولی تعلق تھا۔

ایک اور ثبوت

مولوی عنایت اللہ بھانبڑی میں لیکچر دینے گیا - مقامی پولیس کی طرف سے احمد علی ریدر بنا کر وہاں بھیجا گیا - بھانبڑی میں حکومت کا کوئی ذمہ دار آدمی نہ تھا - بھانبڑی میں نمبردار یا چوکیدار کا مکان لازماً موجود تھا - مگر احمد علی یہاں اُترا تو گھر کھانا کھاتا ہے مولوی عنایت اللہ کے ساتھ اسی پر بس نہ کرکے لوگوں نے ایک مجمع احمد علی جٹ مولوی عنایت اللہ کی تعریف کرتا ہوا ۔۔۔ اُ کہتا ہے کہ مولوی عنایت ۔۔۔

اگلا پرچہ سیرت نمبر ہوگا

اگلا پرچہ ۲۱ - اور ۲۸ مئی کا اکٹھا شائع ہوگا - جو ۲۳ مئی کو پوسٹ ہو کر ۲۶ مئی تک احباب کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا - اور وہ تقریباً سارا سیرت نمبر ہوگا - اس لئے اس میں صرف ایک صفحہ بتیجی لگا دیا ہے - جا کہ کوئی پرچہ سیرت سے خالی نہ رہے - اور یہ سیرت کے اگلے نمبر میں پوری ہو جائیگی - انشاء اللہ تعالیٰ -

(ایڈیٹر)

آپ نے آکر ان مرزائیوں کو سیدھا کر دیا ہے - اور اگر کچھ عرصہ آپ کا قیام رہا تو یہ لوگ بالکل سیدھے ہو جائینگے ان کو کوئی درست کرنے والا نہیں تھا - یہ آپ ہی کا کام تھا کہ آپ نے ان کو ہلا دیا ہے -

الغرض مولوی صاحب کی ایک لمبی قصیدہ خوانی کی گئی کہ آپ ایسے ہیں اور آپ ویسے ہیں - یہ سب کچھ سنکر ہم نے کہا کہ یہ تو وہی بات ہے کہ

من ترا حاجی بگویم تو مرا ملا بگو

مولوی صاحب احمد علی کی تعریف کرتے ہیں - اور احمد علی مولوی صاحب کی تعریف کرتا ہے یہ تعریف صاف بتلاتی ہے کہ وہاں ایک خاص قسم کا گہرا ساز باز تھا -

(باقی آئندہ)

آجکل کے مولوی جمعیتہ العلما کی نظر میں

معاصر "الجمعیتہ" دہلی جو جمعیت العلمائے ہند کا مسلمہ آرگن ہے - آجکل کے مسلم علماء کے متعلق جو مسلمانوں کے راہبر بنے ہوئے ہیں لکھتا ہے :-

"مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ ان کی جہالت سے فائدہ اُٹھانے کے لئے "علماء" کی ایک ایسی قسم بھی پیدا ہوگئی ہے - جو ابلیس لعین بھی اس سے منہ چھپاتا پھرتا ہے - یہ علماء علم دینی سے تو کیا - کسی علم سے بھی مس نہیں رکھتے - بلکہ اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو اوباش - جاہل اور بازاری افراد سے مرکب ہوتا ہے - جو علم و عمل کی حیثیت سے ساقط الاعتبار سمجھا جاتا ہے - اس طبقہ نے آج افراد ملت پر قبضہ جما رکھا ہے - اور ان کے قوائے عمل کو مفلوج - ان کے عزائم کو پامال اور ان کی دینی - اخلاقی - اقتصادی اور ذہنی مملکت کو تاراج کر رکھا ہے - یہ علماء نہیں جانتے کہ کتاب و سنت کیا چیز ہے - اسلام کا انقلاب انگیز پیغام کیا ہے - ان کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ مسلمان جیسی مفلس قوم کو لوٹ کر اور زیادہ مفلس بنائیں - یہ لوگ بے سروپا روایات من گھڑت افسانوں سے دلوں میں اثر ڈالنے کی کوشش کرینگے اور اپنا گمراہ تاریک دماغ سامعین کے سر میں اُتارنے کی پر حملکن کوشش فرمائینگے

جس کم بخت کو کہیں روٹی نہیں ملتی اور محنت اور مشقت سے حلال روزی نہیں کمائی جاتی وہ اسی پرامن راستہ کو اختیار کر لیتا ہے"

اس پر اگر کوئی کہدے کہ :- ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

(آریہ مسافر از جمعیتہ العلماء)

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا شاندار نتیجہ

امسال تعلیم الاسلام ہائی سکول کی طرف سے ۳۳ امیدوار میٹرک کولیشن کے امتحان میں شامل ہوئے تھے جن میں سے ۲۸ کامیاب ہوئے

نصرت گرلز ہائی سکول کی طرف سے بارہ طالبات میں سے چھ کامیاب ہوئیں

ہم اس شاندار کامیابی پر ہیڈ ماسٹر صاحبان کی خدمت میں

مبارکباد

عرض کرتے ہیں

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَکُوْنَ

مباحثۂ کسمو

نیروبی - سکاڈی اور میرو کے مناظروں میں مولوی لال حسین صاحب کے طرز سے سنجیدہ مزاج لوگوں پر تو اچھی طرح واضح ہو گیا تھا کہ احمدیوں کے قرآنی اور اصولی دلائل اور ان کے اسلامی اخلاق کے جواب میں سوائے غیر اصولی اعتراضات اور تمسخر اور طعن و تشنیع کے اور کچھ پیش نہیں کیا جاتا - اسلئے کچھ ضرورت نہ تھی کہ کسمو میں اختر صاحب نے جو "حقائق و معارف" کے دریا بہائے - اور ہمارے محترم اخویم عمر حیات خان صاحب احمدی کے بالمقابل جو انھوں نے ہزیمت اٹھائی - اسے شائع کیا جائے - مگر ان کے درس قرآن کے حقائق و معارف کا جو کچھ دنوں سے ڈھونگ رچایا جا رہا ہے - اسکی کسی قدر حقیقت آشکارا کرنے کے لئے ضروری معلوم ہوا کہ کسمو کی مباحث پر جو اختر صاحب نے اودھم مچایا اُس کا تذکرہ کر دیا جائے - شاید کوئی خدا ترس انسان عبرت پکڑے -

۲۴ فروری ۱۹۳۵ء کو آپ نے مسجد کسمو میں احمدیت کے خلاف وہ ناپاک اور حیا سوز تقریر کی جسے اکثر مقامی غیر مسلم شرفا سننے کی تاب نہ لا سکے - اور مسجد کو چھوڑ کر چلے جانے پر مجبور ہو گئے - اکثر نے اظہار نفرت کرتے ہوئے کہا کہ افسوس ہے کہ خانہ خدا کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا گیا اور یہ کہ ایسی فحش کلامی اور تمسخر و استہزاء تو ناٹکوں کے جوکر اور مسخرے کیا کرتے ہیں - نہ کہ مولوی اور واعظ - چنانچہ مکرم جناب بابو رام صاحب ریلوے کلرک کسمو لکھتے ہیں

"آج اتوار مورخہ ۲۴ فروری ۳۵ء کو میں مسلمانوں کی مسجد میں ایک مولوی کا وعظ سننے گیا - جس کی بڑی مشہوری تھی - یہ مولوی صاحب جن کا نام "لال حسین صاحب اختر" ہے - نہایت اعلیٰ درجہ کی تقریر کرتے ہیں - مگر افسوس کہ جو کچھ دیکھا اور وہ ناٹک والوں کی طرح ایک اچھے خاصے ایکٹر کی طرح سوانگ رچا رہے تھے - وہ شریف لوگوں کے سننے کے قابل نہیں تھا ہمارے مندروں میں اگر ایسے اپدیشک آویں تو ہم دوبارہ ان کو منہ لگانے کے لئے تیار نہیں ہوتے - ایسے مولویوں کی حالت قابل رحم ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو اپنے دین کا علم بھی ایسا ویسا ہی آتا ہے - جیسا کہ انکا مسخرہ لیکچر تھا فقط بابو رام بقلم خود کسمو"

ان نادانوں کی حالت قابل رحم ہے - جن کے دلوں میں اسلامی پاکیزگی کا احساس مٹ چکا ہے - اور جنھوں نے قرآن کریم کے احکام سے غفلت کے باعث ایسے لوگوں کو مبلغ اسلام سمجھ رکھا ہے - جن کی اخلاقی حالت کا یہ نمونہ ہے کیا یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت نہیں ہے کہ احمدیت کے خلاف گند اچھالنے والے لوگوں کی تحریریں اور تقریریں سرتاپا تمسخر و استہزا - ہنسی اور مخول سے لبریز ہوتی ہیں - اور طرفہ یہ کہ خود ان کو تسلیم ہے کہ ہم واقعی تمسخر و استہزا ہی کرنے والے لوگ ہیں چنانچہ اپنے اشتہار ۲۹ء ص ۲ میں صاف الفاظ میں اقرار کر چکے اب سوچنے والی بات ہے کہ کیا اسلام میں اس قسم کی غیر سنجیدگی اور غیر مذاقی کی اجازت دیتا ہے - کیا مومن ایسا ہی ہوا کرتے ہیں - کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ وہ مومن جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیدا کئے یعنی صحابہ کرام رض وہ بھی تمسخر اور استہزا کیا کرتے تھے - ہاں احمدیت کے ان دشمنوں نے اپنے عمل سے اور اپنے اخلاق سے کھول کھول کر ثابت کر دیا ہے کہ یہ اسی قسم کے لوگ جو ازل سے خدا کے پیاروں سے دشمنی کرتے چلے آئے ہیں - قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو ایسے لوگوں کی بڑی علامت بتائی ہے وہ یہی ہے کہ یہ لوگ متانت اور سنجیدگی اور دلائل کے ساتھ کبھی مقابل پر نہیں آتے بلکہ ہمیشہ طعن و تشنیع ہنسی مخول کا طریق اختیار کرتے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں کثرت کے ساتھ ایسی آیات انبیاء کے منکرین کے متعلق آئی ہیں - جن میں سے ایک ہم نے اس اشتہار کی پیشانی پر لکھی ہے - اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو جہنم میں ڈال کر فرمائے گا کہ تم مومنین سے تمسخر و استہزا کیا کرتے تھے - پس یہ اس کا نتیجہ ہے - ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا - آمین

اس تقریر کے بعد ۳ بجے بعد دوپہر محترم عمر حیات خان صاحب احمدی کو سوالات کے لئے وقت دیا گیا - سوالات شروع ہونے سے پہلے لال حسین صاحب نے پوچھا کہ کیا تم اسکے بعد میرے سوالات کا جواب بھی دو گے؟ خان صاحب نے کہا کہ آپ کو جواب دینے کے لئے ہمارے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل آئے ہوئے ہیں - اگر آپ ان کے مقابلہ میں قرآن شریف کی تفسیر لکھ سکتے ہو - جیسا کہ انھوں نے آپ کو مناظرہ نیروبی میں بار بار چیلنج دیا تھا - یا نیروبی کے مناظرہ والی شرائط پر یہاں بھی مناظرہ کرنے کو تیار رہیں تو میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ جناب شیخ صاحب کو بذریعہ تار درخواست کر کے بلا لوں - مگر اس پر ایسا دم بخود ہوا کہ نیروبی کے مناظرہ والی حالت طاری ہو گئی - اور کوئی معقول جواب نہ دیا - نہ ہی مناظرہ کے واسطے تیار ہوا - نہ ہی تفسیر کے لئے -

اس کے بعد خان صاحب نے دو درجن کے قریب سوال کئے جن میں سے چند ایک بقدر گنجایش اس جگہ درج کئے جاتے ہیں

خان صاحب :- آپ نے نیروبی میں جو پہلی تقریر کی جسے آپ نے اشتہار ۵ میں چھاپا تھا - اس میں آپ نے کہا کہ میں آٹھ سال تک لاہوری مرزائی رہا ہوں - اور میاں صاحب کی نبوت کا کونے کونے میں ڈھنڈورہ پیٹتا رہا ہوں - اور میں ان کا (تنخواہ خوار) مبلغ تھا "

کیا یہ صریح جھوٹ نہیں - دنیا جانتی ہے کہ لاہوری احمدی فرقہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا منکر ہے - پھر کیا آپ نے آٹھ سال تک اُن کی تنخواہ لے کر ان کے عقائد کے خلاف وعظ کیا اور خیانت کی -

لال حسین - واقعی آٹھ سال تک یہی ڈھنڈورہ پیٹتا رہا ہوں لاہوری جماعت کا یہی عقیدہ ہے - (حالانکہ خود اپنی کتاب ترک مرزائیت میں لکھ چکا ہے کہ لاہوری جماعت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتی -

خان صاحب :- اسی اشتہار (مذکورہ بالا) میں آپ کی تقریر میں لکھا ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ میرے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آئے گا ....."

اب اگر کسی نے بھی نہیں آنا ہے تو حضرت عیسیٰ ع آسمان پر کیوں اٹھائے گئے - کیا ان کے آنے سے انکار ہے

لال حسین اس عبارت کا یہی مطلب ہے کہ کوئی نیا نبی نہیں آسکتا نہ آسمان سے نہ زمین سے -

خان صاحب :- اسی اشتہار میں لکھا گیا کہ ایک نوجوان مسٹر محمد صادق لے آئے جنھا تھو پر احمدیت سے توبہ کی " کیا یہ صریح جھوٹ نہیں ہے - کیا مسٹر محمد صادق نے خود اس کے بعد تحریر لکھ کر اس افترا کا انکار نہیں کیا تھا کہ میں تو کبھی احمدی تھا ہی نہیں -

لال حسین - ہاں محمد صادق احمدی تھا میں حلفیہ کہتا ہوں -

(چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد)

خان صاحب - اگر آپ سچے اور ہم جھوٹے ہیں تو کیوں نیروبی کے محمد صادق صاحب کی یہ دستخطی چٹھی ہمارے پاس موجود ہے -

مناظرہ میں آپ نے احمدی مبلغ کے بالمقابل تفسیر نویسی سے انکار کیا - حالانکہ قرآن فرماتا ہے کہ میرے حقائق و معارف سچوں اور پاک لوگوں پر کھولے جاتے ہیں -

لال حسین :- میں تفسیر لکھنے کے لئے تیار نہیں - اگر مولوی مبارک احمد صاحب مرزا صاحب سے زیادہ علم کا دعویٰ کریں تو بات ہے -

(مولوی مبارک احمد صاحب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی اور شاگردی کا دعویٰ کر کے چیلنج دے رہے ہیں اختر صاحب کا عجز عیاں ہے)

خان صاحب - کیا یہ حدیث نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا - گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ میرے بعد نبی ہو سکتا ہے -

لال حسین :- ہاں یہ حدیث درست ہے - مگر چونکہ نبی کوئی نہ آسکتا تھا اسلئے خدا نے انھیں وفات دیدی -

(اگر خدا کو صرف اس لئے ابراہیم کو وفات دینی پڑی کہ کہیں یہ نبی نہ بن جائیں - تو کیا خدا تعالیٰ کو یہ قدرت نہ تھی کہ ابراہیم کو پیدا ہی نہ کرتا - تا آپ کی وفات کے غم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہتے)

خان صاحب کیا آپ نے مناظرہ نیروبی میں کہا تھا کہ زمین بھی آسمان ہی سے گری - یہ آسمان کا ایک ٹکڑا گرا ہوا ہے

لال حسین :- ہاں آسمان پہلے بنا - اور جب آسمان کو کچھ ابال آیا - تو زمین کا ایک ٹکڑہ آسمان سے علیحدہ ہو گیا

الغرض

اسی قسم کے حقائق و معارف کا ایک دریا تھا جو کسمو کے شہر کے اندر بہایا گیا اور جو نیروبی کی لانڈیوں والی مسجد میں روز بہایا جاتا ہے -

سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ نیروبی

(۲۷ مارچ ۱۹۳۵ء)

ایڈریس

جو جناب آنریبل چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی خدمت میں لوکل پریذیڈنٹ قادیان نے پڑھا

بعالی خدمت حضرت آنریبل چودھری ظفر اللہ خان صاحب بار ایٹ لا ممبر اگزیکٹو کونسل نواب گورنر جنرل بہادر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج جمعہ کے دن جناب کے مکان عالیشان کی خشت بنیادی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بہت دعاؤں کے ساتھ اپنے خدام کی معیت میں رکھی ہے۔ ہم باشندگان قادیان آپ کو چند الفاظ اس عظیم الشان خدمت ملک و گورنمنٹ کی انجام دہی کے لئے تشریف لیجانے سے پہلے کہنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ گو آپ بلحاظ اپنی عقیدت خاص و خلوص ارادت میں پہلے ہی ان مخصوص افراد میں شمار ہونیکے بفضلہ قابل ہیں۔ جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے روحانی گھر کی چاردیواری کے اندر محفوظ ہونا فرمایا ہے اور اس لحاظ سے آپ تمام مخلصین جماعت کے ہم وطن ہم شہر و بستی ہی نہیں بلکہ ہم خاندان و ہم خانہ ہیں۔ اور آپ اس سے پہلے بھی اپنے خیالات و جذبات میں جہاں تک کہ آپکے طرز عمل سے ظاہر ہوتا ہے کبھی بھی اپنے آپ کو قادیان سے علیحدہ ہونا برداشت نہیں فرمایا۔ مگر آج اس زمین میں جو آپنے قادیان سے ہر پہلو کے ساتھ تعلق رکھنے کے لئے چند سال پہلے خریدی تھی۔ آج اس زمین میں آپکے مکان عالیشان کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اور ہم ادنیٰ خدام سلسلہ ساکنان قادیان آپ کو اپنے میں سے ایک خیال کرنے کے لئے کوئی ادنیٰ وجہ مانع نہیں دیکھتے۔ پس ہم جناب کو بحیثیت قادیان کے ایک باشندے کے مخاطب کرتے ہوئے چند فقرات عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ ضلع سیالکوٹ کے ایک معزز خاندان اور نہایت بزرگ و محترم اور ہمارے محبوب و مخدوم چودھری نصر اللہ خان صاحب مرحوم و مغفور کے فرزند ارجمند ہیں۔ جنھوں نے سلسلہ کی محبت اور خدمت کو اپنے بڑھاپے کی کمزور گھڑیوں میں بھی نہیں چھوڑا تھا آخری سانس تک وہ قوتوں کے ساتھ اسلام کے شیدائی و فدائی رہے۔ سکونت قادیان میں بھی گو انھوں خود مکان خرید کر کے رہایش اختیار کی اور پھر آپ کی باقی تکمیل کیلئے بھی ایک کوارٹر اپنے خرچ پر بنوایا۔ غرض اس مرحوم کی قربانی مالی و جسمانی۔ جذباتی و روحانی ایسی نہیں ہے کہ ہم اسکو بھول سکیں۔ اسلئے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ مجسم نیکی کا چہرہ ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنے خاص الخاص انعامات نازل فرمائے۔ انھیں اعلیٰ خصائل اور والا مرتبت قربانیوں کے باعث حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انھیں نظارت خاص و نظارت اعلیٰ کے عہدہ پر فائز فرمایا تھا۔ جس عہدہ پر وہ نہایت قابلیت اور حسن خدمات کے ساتھ آخر دم تک قائم رہے اور اس عہدہ کے فرائض سے جو وقت بچا وہ اذکار کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و تلاوت قرآن مجید میں صرف کرتے رہے جو انھوں نے آخری عمر میں حفظ کیا تھا۔

اے بہترین یادگار چودھری نصر اللہ خان صاحب مرحوم سلسلہ احمدیہ کی شمولیت اور اس کی خدمات میں آپ کا قدم بھی پیچھے نہیں رہا۔ احمدیت جس کے لئے آپ ہمیشہ والہ و شیدا رہے ہیں کیا ہے۔ احمدیت اس زمانہ کے لئے وہ خدائی نور ہے۔ جس کے بغیر انسان ذاتی تقدس کیا تھا وہ حقیقی دیانت و امانت اور انصاف حاصل نہیں کر سکتا۔ جو انسانوں میں اعلیٰ ترین ترقی اور تمدن اور بہترین باہمی تعلقات کیلئے ضروری ہے۔ گورنمنٹ کیا ہے۔ ایک اعلیٰ گورنمنٹ کا بھی اعلیٰ ترین فرض یہی ہے۔ کہ انسانوں کے باہمی تعلقات میں وہ ہر قسم کے حقوق من حیث الافراد و من حیث الاقوام میں بہترین انصاف اس طریق سے قائم رکھے اور افراد کے سامنے اپنی انفرادی ذاتی ترقیوں کے لئے بھی وسیع میدان کھلا ہے اور ان کی ترقی سے کسی کے ادنیٰ حق کی بھی پامالی نہ ہو۔ اس اہم فرض کی ادائیگی کے لئے بغیر خدائی نور کے کما حقہٗ کامیاب ہونا ناممکن ہے۔ ہمارے نزدیک پیغمبر بھی وہی ہوتا ہے جو مخلوق خدا کی خیر خواہی میں فنا ہوتے ہوئے خدا کی درگاہ میں گر پڑتا ہے۔ وہ اس پر رحم کھا کر اللہ تعالیٰ وہ نور اسے عطا فرماتا ہے۔ جس کے ذریعہ مخلوق خدا حقیقی نیکی اور دیانت اور امانت حاصل کر کے بربادی سے بچ جائے۔ پس گورنمنٹ کو اسلئے بھی ضروری ہے کہ کہ جہاں وہ مادی ایجادات سے باخبر رہ کر انسے فائدہ اُٹھاتی ہے۔ وہ کسی وقت بھی اپنے طبقہ اعلیٰ کی فراست کو اس خدائی حکمت اور رموز سے مستغنی نہ سمجھے جو ذاتی فوائد سے کلیتہً بے پروا بے نفس نسل انسانی کے خیر خواہ نیک بندوں کو عطاء ہوتی ہے

محترم چودھری صاحب! آپ اس قوم کے فرد کی حیثیت سے گورنمنٹ کی خدمت کے لئے جا رہے ہیں۔ جس کو مذہبی وقت کی جماعت کا دعویٰ اور فخر حاصل ہے۔ پس گورنمنٹ نے اپنا فرض ادا کر دیا جبکہ اس نے مقدس لوگوں کی جماعت سے ایک فرد کو اپنے میں شامل ہونے کے لئے چن لیا۔ اب آپکا فرض ہے کہ گورنمنٹ میں اس طاقت کے پیدا کرنے کا رستہ کھولیں جو کسی ایسے انسان کے دماغ کو میسر نہیں آ سکتی جس کی نظر محض دنیاوی اور مادی طاقتوں تک محدود ہے اور کبھی اپنے عجز کو محسوس کرتے ہوئے۔ اس صانع کل کے آستانہ کی طرف نہیں آ جھکی۔ جس کے نظام کائنات کی بے نقص صنعت سب حکیموں کی عقل کو خیرہ کر رہی ہے

ہم سب بلکہ سب جماعت دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فرض کے کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ہم ان تدابیر ملکی میں جناب کو کوئی مشورہ نہیں دے سکتے جن کے سرانجام دینے کے لئے آپ تشریف لے جا رہے ہیں۔ کیونکہ ع

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

مگر نہایت ادب کے ساتھ یہ مشورہ پیش کرتے ہیں کہ آپ ان جملہ تدابیر ملکی میں جن سے آپ کو تعلق ہو خیر خواہی عامۃ الناس میں حقوق ادنیٰ و اعلیٰ ہر قوم و ملت ملحوظ فرما دیں کیونکہ اصل کامیابی خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور خدائے برتر و اعلیٰ اپنی مخلوق کے حقوق کی پامالی پسند نہیں کرتا۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین

خاکسار

غلام مجتبیٰ لوکل جنرل پریذیڈنٹ قادیان دارالامان

۱۲ اپریل ۱۹۳۵ء

۲۳ مئی ۱۹۳۵ء کو یاد رکھو

۲۳ مئی ۱۹۳۵ء کو الحکم کا مسیح موعود نمبر ڈاک خانہ قادیان سے پوسٹ ہو جائیگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) ۲۶ مئی کے دن اُن جلسوں کے لئے جن کا ارشاد حضرت امیر المومنین نے اپنی جماعت کو دیا ہے یہ اخبار ایک زبردست تبلیغی ہتھیار ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اور شمائل کے سوا اس نمبر میں کچھ نہ ہوگا۔ وقت بہت تنگ رہ گیا ہے۔ احباب جلد اپنی درخواستیں بک کرالیں۔ پچاس کاپی سے زائد خریدار کو ۲۵ فی سیکڑہ کے حساب سے دیا جائے گا۔ اور باقیوں کو ۴ر فی کاپی

خاص نمبر کا کوئی آرڈر بک نہ کیا جائے گا جب تک اس کی قیمت پیشگی بنام منیجر اخبار الحکم روانہ نہیں کی جائے گی۔ یاد رکھئے کہ **اگلا پرچہ مسیح موعود نمبر ہوگا**

(منیجر اخبار الحکم قادیان)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم دارالتراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)